THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

دیوبند مکتب فکر کا علم الکلام میں منہج: اصول اور طریقہ کار

Ms. Samia Khanum
Associate Professor, Govt. Graduate College,
Chandni Chowk, Sargodha.
Samiaramzan7@gmail.com

Abstract

This research article presents a comprehensive and analytical study of the methodological approach (manhaj) adopted by the Deoband School of Thought in the discipline of Islamic Scholastic Theology (ʿIlm al-Kalām). From the founding of Dār al-ʿUlūm Deoband (1867 CE) to the present day, Deobandi scholars have constructed a distinctive theological framework grounded in the Māturīdī tradition, engaging critically with questions of the relationship between reason and revelation (ʿaql wa naql), divine attributes (ṣifāt al-ilāhiyya), the doctrine of divine unity (tawḥīd), prophethood (nubuwwa), and eschatology. The article examines the foundational principles of Deobandi kalām theology, its primary and secondary sources, its points of convergence and divergence with other major Islamic schools of thought — including the Barelvī, Salafī/Ahl al-Ḥadīth, and Ashʿarī traditions — and its responses to modern intellectual challenges such as materialism, evolutionary theory, and postmodern religious relativism. Drawing upon original primary sources in Arabic and Urdu, alongside significant secondary scholarship in English, this study demonstrates that the Deobandi theological method represents a coherent, tradition-rooted, and intellectually rigorous contribution to the ongoing development of Sunni Islamic thought in South Asia and beyond.

Keywords: *Deoband; Islamic Scholastic Theology (ʿIlm al-Kalām); Māturīdiyya; Tawḥīd; Reason and Revelation; Theological Methodology; Ashʿariyya; South Asian Islam; Prophethood; Divine Attributes*

Language of Article: Urdu | **Referencing Style:** Turabian Manual (Footnote–Bibliography)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

ا

ا۔ تمہید اور پس منظر

علم الکلام اسلامی علوم میں وہ اہم فن ہے جس میں عقلی اور نقلی دلائل کے ذریعے عقائدِ اسلامیہ کا اثبات، باطل نظریات کا رد، اور دینی حقائق کا دفاع کیا جاتا ہے۔ یہ فن صدیوں کے ارتقاء سے گزر کر مختلف مکاتبِ فکر کی صورت میں سامنے آیا۔ ان میں معتزلہ، اشاعرہ، ماتریدیہ اور سلفیہ کے مناہج سب سے نمایاں رہے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلامی علم الکلام کی روایت قدیم ہے، تاہم اس کا منظم اور ادارہ جاتی ارتقاء دارالعلوم دیوبند کے قیام) ۱۸۶۷ء (کے بعد ہوا۔ یہ مدرسہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد، جب برطانوی استعمار نے ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی، معاشی اور دینی زندگی کو شدید متأثر کیا تھا، اپنے بانیان کی دور اندیشی سے قائم کیا گیا۔ اس کے بانیوں میں مولانا محمد قاسم نانوتوی) م ۱۸۸۰ء (اور مولانا رشید احمد گنگوہی) م ۱۹۰۵ء (سرفہرست ہیں۔

دیوبند مکتب فکر نے علم الکلام میں ایک ایسا منہج اپنایا جو ایک طرف قدیم کلامی روایت سے مربوط ہے اور دوسری طرف برصغیر کے مخصوص سیاسی، سماجی اور فکری تقاضوں کا جواب دیتا ہے۔ اس مقالے میں اسی منہج کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

۲۔ دیوبندی علم الکلام کے بنیادی اصول

۲۔ا ماتریدی عقیدے سے وابستگی

دیوبند مکتب فکر کلامی مسائل میں ماتریدیہ کے منہج کا پیروکار ہے۔ امام ابومنصور ماتریدی) م ۳۳۳ھ (نے عقل اور نقل کے درمیان توازن کا جو طریقہ قائم کیا، دیوبندی علماء نے اسے اپنے کلامی موقف کی اساس بنایا۔ علامہ سعد الدین

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

تفتازانی کی شرح العقائد النسفیہ اور علامہ جلال الدین دوانی کی شرح العقائد العضدیہ دیوبندی مدارس کے بنیادی نصوص رہی ہیں۔[1]

ماتریدی منہج اشعری منہج سے اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ وہ عقل کو معرفتِ خداوندی میں زیادہ فعال کردار دیتا ہے۔ دیوبندی علماء نے اس فرق کو تسلیم کرتے ہوئے ماتریدی موقف کو زیادہ معتدل اور قابلِ ترجیح قرار دیا ہے۔[2]

۲۔۲ کتاب و سنت کی مرکزیت

دیوبندی کلام کا دوسرا بنیادی اصول قرآنِ کریم اور سنتِ نبویہ کو علم الکلام کا اولین ماخذ ماننا ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی) م ۱۱۷۶ھ (کی فکر، جس پر دیوبندی مکتب کی بنیاد ہے، نے حدیث کی تجدید اور قرآنی تفسیر کو مرکزی اہمیت دی۔ ان کی کتاب' حجۃ اللہ البالغہ 'میں عقائد کو قرآن و حدیث کی روشنی میں عقلی بنیادوں پر استوار کیا گیا ہے۔[3]

مولانا اشرف علی تھانوی) م ۱۳۶۲ھ (نے' بیان القرآن 'میں کلامی مسائل کی قرآنی توضیح کی ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ عقائد کا حتمی فیصلہ نصوصِ شرعیہ سے ہوتا ہے، عقل محض ان کی تشریح و تاؤیل میں معاون ہوتی ہے۔[4]

۲۔۳ عقل و نقل کا تعلق

دیوبندی منہج میں عقل اور نقل کے تعلق کا سوال مرکزی اہمیت رکھتا ہے۔ اس مکتب کا موقف یہ ہے کہ عقل اور وحی میں کوئی حقیقی تعارض نہیں — اگر بظاہر تعارض نظر آئے تو یا تو عقلی دلیل قطعی نہیں، یا نصِّ شرعی کی تاؤیل غلط ہے۔ مولانا قاسم نانوتوی نے' تحذیر الناس 'میں اس اصول کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔[5]

---

[1] نانوتوی، محمد قاسم . تحذیر الناس من اِنکار آثار ابن عباس . مظفر نگر :مکتبہ اشرفیہ، ۱۳۰۰ھ۔

[2] کشمیری، انور شاہ . العقیدۃ الطحاویۃ، تحقیق :محمد زکریا . دیوبند :دارالعلوم پریس، ۱۳۴۰ھ۔

[3] دہلوی، شاہ ولی اللہ . حجۃ اللہ البالغہ . ج ۱ و ۲ . بیروت :دارالجیل، ۱۹۹۰ء۔

[4] تھانوی، اشرف علی . بیان القرآن . ج ۱ . لاہور :تاج کمپنی، ۱۴۲۰ھ۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

اس موقف میں دیوبندی علماء معتزلہ کی عقل پرستی اور ظاہری حنابلہ کی نص پرستی دونوں کو یکساں رد کرتے ہیں اور توازن کی راہ اختیار کرتے ہیں، جو اہلِ سنت والجماعت کی اصل روایت ہے۔[6]

۲۔۴ اجماع اور اسلافِ امت کا اتباع

دیوبندی کلامی منہج کا ایک اہم اصول امتِ مسلمہ کے اجماعی عقائد اور اسلافِ صالحین کے موقف کی پیروی ہے۔ اس مکتب کے علماء نے' سلف 'کی تعریف اہلِ سنت والجماعت کے کلامی علماء سے کی ہے، جن میں اشاعرہ اور ماتریدیہ دونوں شامل ہیں۔ علامہ انور شاہ کشمیری) م ۱۳۵۲ھ (نے' العقیدۃ الطحاویۃ 'کی شرح میں اس اصول کو واضح کیا ہے۔[7]

یہ نقطہ دیوبندی مکتب کو وہابی/سلفی مکتب سے الگ کرتا ہے، جو کلامی ارتقاء کو رد کرتا ہے اور صرف قرن اول کے صحابہ و تابعین کے ظاہری اقوال پر اکتفاء کرتا ہے۔

۳۔ دیوبندی علم الکلام کے اہم موضوعات

۳۔۱ توحید اور صفاتِ الٰہی

توحید دیوبندی علم الکلام کا مرکزی موضوع ہے۔ اس مکتب نے توحیدِ ذات، توحیدِ صفات اور توحیدِ افعال کے درمیان فرق کو اسی طرح واضح کیا ہے جیسا کہ ماتریدی روایت میں ہے۔ صفاتِ الٰہی کے بارے میں دیوبندی موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات حقیقی ہیں، مجازی نہیں — لیکن ان کی کیفیت کا علم اللہ کو ہے، مخلوق کو نہیں۔[8]

---

[5] نانوتوی، محمد قاسم. تحذیر الناس، ص ۱۵–۴۲۔

[6] سہارنپوری، خلیل احمد. المہند علی المفند. کراچی: مکتبہ الحرمین، ۱۹۸۴ء، ص ۳–۱۸۔

[7] کشمیری، انور شاہ. فیض الباری علی صحیح البخاری. ج ۱. بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۲۰۰۵ء۔

[8] سہارنپوری، المہند علی المفند، ص ۵–۱۰۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

مولانا خلیل احمد سہارنپوری) م ۱۳۴۶ھ (نے' المہند علی المفند 'میں دیوبندی علماء کے عقدی موقف کا باقاعدہ بیان کیا ہے اور صفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں تجسیم و تشبیہ سے اجتناب کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ یہ کتاب دیوبندی عقائد کے سرکاری بیان کی حیثیت رکھتی ہے۔[9]

۳۔۲ نبوت اور ختمِ نبوت

دیوبند مکتب فکر میں نبوت اور بالخصوص ختمِ نبوت کا مسئلہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ مولانا قاسم نانوتوی نے 'تحذیر الناس 'میں ختمِ نبوت کے مسئلے پر جامع بحث کی ہے۔ ان کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیّین ہونا اس معنی میں ہے کہ آپؐ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ نبوت کا سلسلہ کسی اور طریقے سے جاری رہ سکتا ہے۔[10]

اس مسئلے میں دیوبندی علماء نے قادیانی / احمدی فتنے کے خلاف سب سے مضبوط علمی و کلامی مورچہ بنایا، اور اسلامی ممالک میں قادیانیت کو غیر مسلم قرار دلوانے میں فیصلہ کن کردار ادا کیا۔[11]

۳۔۳ توسل، استغاثہ اور صوفیہ کے مسائل

دیوبندی علماء نے توسل) وسیلے کا مسئلہ (اور استغاثہ) اولیاء سے مدد طلب کرنا (پر تفصیلی بحث کی ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی نے' فتاویٰ رشیدیہ 'میں اور مولانا اشرف علی تھانوی نے' بوادر النوادر 'میں ان مسائل کو ماتریدی اور شافعی-اشعری فقہی روایت کی روشنی میں حل کیا ہے۔[12]

---

[9] سہارنپوری، المہند علی المفند، ص ۱۹–۳۵۔

[10] نانوتوی، تحذیر الناس، ص ۵–۲۰۔

[11] گنگوہی، رشید احمد ۔ فتاویٰ رشیدیہ ۔ ج ۲ ۔ لاہور :رشیدیہ پریس، ۱۳۲۵ھ۔

[12] تھانوی، اشرف علی ۔ بوادر النوادر ۔ ج ۱ ۔ لاہور :ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ۱۴۱۰ھ، ص ۲۰۰–۲۳۰۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

دیوبندی موقف وہابی/سلفی موقف سے مختلف ہے :دیوبند توسل بالاعمال الصالحہ اور توسل بالنبیؐ کو جائز مانتا ہے، جبکہ اولیاء سے براہِ راست مدد طلب کرنے میں شرک کا اندیشہ دیکھتا ہے — ایک ایسا امتیاز جو بریلوی مکتب سے دیوبندی مکتب کو الگ کرتا ہے۔[13]

۳۔۴ قضاء و قدر

علمِ کلام کا ایک اہم موضوع انسانی ارادے اور الٰہی تقدیر کے درمیان تعلق ہے۔ دیوبندی علماء نے اس مسئلے میں بھی ماتریدی موقف اختیار کیا ہے، جو جبر و اختیار کے درمیان ایک معتدل راستہ ہے۔ ان کے نزدیک انسان 'کسبِ حقیقی ' کا اہل ہے — یعنی انسان کا ارادہ اور عمل حقیقی ہے، لیکن خلق و ایجاد اللہ کا کام ہے۔[14]

یہ موقف معتزلہ کے' خالقِ افعال 'کے نظریے اور جبریہ کے مکمل جبر کے نظریے دونوں کے درمیان ایک متوازن نقطہ نظر ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے' حجۃ اللہ البالغہ 'میں اس مسئلے پر دلآویز بحث کی ہے۔[15]

۴۔ دیوبندی کلامی طریقہ کار

۴۔۱ نصوص کی تأویل کا منہج

دیوبندی علماء نصوصِ تشابہات) وہ آیات و احادیث جن میں اللہ کے ہاتھ، چہرہ وغیرہ کا ذکر ہے (کے بارے میں تفویض یا تأویل کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ علامہ انور شاہ کشمیری نے' معارف السنن 'اور' فیض الباری 'میں احادیثِ صفات کی ایسی شرح کی ہے جو تجسیم و تشبیہ سے پاک ہے اور ماتریدی و اشعری روایت سے ہم آہنگ ہے۔[16]

---

[13] تھانوی، بوادر النوادر، ص ۲۳۱–۲۶۰۔

[14] ماتریدی، ابومنصور .کتاب التوحید . تحقیق :فتح اللہ خلیف .بیروت :دارالمشرق، ۱۹۷۰ء، ص ۲۴۰–۲۷۰۔

[15] دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج ۱، ص ۵۰–۸۰۔

[16] کشمیری، انور شاہ .معارف السنن شرح سنن الترمذی .ج ۱ .کراچی :ایچ ایم سعید، ۱۹۷۶ء۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

اس طریقے میں نص کا ظاہری معنی بلا تکییف مان لیا جاتا ہے) تفویض(، یا اس کی ایسی تأویل کی جاتی ہے جو اللہ کی تنزیہ) پاکی (کے عقدے سے متصادم نہ ہو۔ یہ دونوں طریقے اہلِ سنت کی اکابر کلامی روایت میں مستند ہیں۔[17]

۴۔۲ فلسفہ اور منطق کا استعمال

دیوبندی علماء نے یونانی فلسفے اور منطق کو ایک آلاتی فن (instrumental discipline) کے طور پر استعمال کیا ہے — یعنی فلسفہ ان کے ہاں ایک ذریعہ ہے نہ کہ غایت۔ دارالعلوم دیوبند کے نصاب میں ملا حسن اور ملا جلال کی منطق شامل ہے، جو یونانی منطق کا اسلامی تطبیق ہے۔[18]

تاہم دیوبندی علماء یونانی مابعد الطبیعیات کو قبول نہیں کرتے۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے' الإمداد فی مسائل الاعتقاد 'میں وضاحت کی ہے کہ فلسفہ دین کا بدیل نہیں بلکہ اس کی خدمت میں ہے، اور جہاں فلسفہ دین سے متعارض ہو وہاں دین مقدم ہے۔[19]

۴۔۳ جدید افکار سے مقابلہ

انیسویں اور بیسویں صدی میں مغربی استعمار اور جدید سیکولر فکر نے مسلمانوں کے سامنے نئے کلامی چیلنج پیش کیے —مادیت، الحاد، ارتقاء کا نظریہ، اور مذہب کی تشکیکی تفسیریں۔ دیوبندی علماء نے ان چیلنجوں کا جواب روایتی کلامی اصولوں کے ذریعے دیا۔

---

[17] کشمیری، فیض الباری، ج ۱، ص ۱۰۰–۱۳۰۔

[18] دارالعلوم دیوبند. دستورالعمل) نصابِ درس نظامی .(دیوبند :دارالعلوم، ۱۴۲۰ھ۔

[19] تھانوی، اشرف علی .الإمداد فی مسائل الاعتقاد .لاہور :ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ۱۹۹۰ء، ص ۱۵–۴۰۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

مولانا محمد قاسم نانوتوی کی کتاب' اعجاز القرآن 'اور' اثباتِ نبوت 'میں مغربی تشکیکی نظریات کا عقلی جواب دیا گیا ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی) م ۱۳۶۹ھ (نے' فتح الملہم 'میں احادیث کی شرح کرتے ہوئے جدید سائنسی تحدیات کا تجزیہ کیا ہے۔[20]

۵۔ دیوبندی کلام اور دیگر مکاتبِ فکر سے موازنہ

۵۔۱ دیوبند اور بریلویت

بریلوی مکتب فکر) بانی :احمد رضا خان بریلوی، م ۱۹۲۱ء (دیوبند کا سب سے قریبی اور ساتھ ہی سب سے اختلافی مکتب ہے۔ کلامی اعتبار سے دونوں اہلِ سنت اور ماتریدیہ سے وابستہ ہیں، لیکن صوفیانہ عقائد، نبیِ کریمؐ کی صفات، اور اولیاء سے توسل و استغاثہ کے مسائل میں گہرا اختلاف ہے۔ بریلوی مکتب نبیِ کریمؐ کو' نور 'اور' عالمِ غیب 'مانتا ہے، جبکہ دیوبندی علماء ان نظریات کو مبالغہ قرار دیتے ہیں۔[21]

۵۔۲ دیوبند اور اہلِ حدیث/سلفیہ

اہلِ حدیث یا سلفی مکتب کلامی فلسفے اور منطق کو بالکل رد کرتا ہے اور صرف قرآن و حدیث کے ظاہری معنی پر عمل کی دعوت دیتا ہے۔ دیوبند اس موقف سے اختلاف رکھتا ہے اور کلامی روایت کو ضروری سمجھتا ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیری نے اپنی تصانیف میں سلفی کلامی موقف کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔[22]

۵۔۳ دیوبند اور اشاعرہ

---

[20] عثمانی، شبیر احمد .فتح الملہم شرح صحیح مسلم .ج ۱ .دمشق :دارالقلم، ۲۰۰۶ء۔

[21] احمد رضا خان .فتاویٰ رضویہ .ج ۱۵ .لاہور :رضا فاؤنڈیشن، ۱۴۲۱ھ، ص ۵۰۰–۵۵۰۔

[22] Metcalf, Barbara Daly. Islamic Revival in British India: Deoband, 1860–1900. Princeton: Princeton University Press, 1982, pp. 87–138.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

دیوبند اور اشاعرہ کلامی مسائل میں قریب قریب ہیں کیونکہ دونوں تنزیہ، عقل و نقل کے توازن اور تشابہات کی تأویل میں ایک جیسا موقف رکھتے ہیں۔ بنیادی فرق یہ ہے کہ ماتریدیہ عقل کو حسن و قبح کے ادراک میں مستقل مانتے ہیں، جبکہ اشاعرہ اسے شریعت پر موقوف مانتے ہیں۔ دیوبندی علماء نے اشعری علماء کی تصانیف کو اپنے نصاب میں شامل رکھا ہے۔[23]

۶۔ نمایاں دیوبندی کلامی علماء اور ان کی خدمات

۶۔۱ مولانا محمد قاسم نانوتوی (م ۱۸۸۰ء)

دارالعلوم دیوبند کے بانی اور دیوبندی کلامی روایت کے سب سے اہم معمار۔ ان کی 'تحذیر الناس 'ختمِ نبوت پر، 'اعجاز القرآن 'قرآنی اعجاز پر، اور 'قبلہ نما 'علمِ کلام پر اہم تصانیف ہیں۔ انہوں نے ۱۸۶۷ء میں شاہجہاں پور مناظرے میں عیسائی مبلغین سے مناظرہ کرکے اسلام کا دفاع کیا۔[24]

۶۔۲ علامہ انور شاہ کشمیری (م ۱۹۳۳ء)

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور عصرِ حاضر کے بلند پایہ محدث و متکلم۔ ان کی 'فیض الباری شرح صحیح البخاری ' اور ' معارف السنن 'کلامی و حدیثی علوم کا شاہکار ہیں۔ انہوں نے جدید الحاد، قادیانیت اور مستشرقین کی تحدیات کا جامع علمی جواب دیا۔[25]

۶۔۳ مولانا اشرف علی تھانوی (م ۱۹۴۳ء)

---

[23] تفتازانی، سعد الدین. شرح العقائد النسفیۃ. تحقیق: کلود سلامہ. دمشق: مطبوعات وزارۃ الثقافۃ، ۱۹۷۴ء، ص ۱–۳۰۔

[24] Zaman, Muhammad Qasim. The Ulama in Contemporary Islam: Custodians of Change. Princeton: Princeton University Press, 2002, pp. 30–65.

[25] کشمیری، انور شاہ. النور الساری من فیض صحیح البخاری) ترتیب: اکبر شاہ نجیب آبادی. (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۶۵ء۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

'حکیم الامت 'کے لقب سے مشہور، ان کی کثیر التصانیف شخصیت نے دیوبندی فکر کو عوام تک پہنچایا۔' بیان القرآن'،' بوادر النوادر 'اور' حیاۃ المسلمین 'کلامی، فقہی اور تزکیاتی علوم کا خزینہ ہیں۔ انہوں نے روحانی تربیت اور کلامی استدلال کو یکجا کیا۔[26]

۶۔۴ مولانا حسین احمد مدنی (م ۱۹۵۷ء)

علم الکلام کے ساتھ سیاسی و سماجی میدان میں دیوبندی فکر کے نمائندہ۔ ان کی' مکتوبات 'اور' نقشِ حیات 'میں دیوبندی کلامی و سیاسی موقف کی وضاحت ملتی ہے۔ انہوں نے متحدہ قومیت کے تصور کو اسلامی کلامی بنیادوں پر استوار کیا۔[27]

۷۔ دیوبندی کلام کے جدید تحدیات اور مستقبل کے سوالات

عصرِ حاضر میں دیوبندی کلامی منہج کو نئے چیلنجوں کا سامنا ہے:

اول :جدید سائنس اور ارتقاء کا نظریہ — حیاتیاتی ارتقاء (Evolution) کا نظریہ تخلیقِ انسانی کے بارے میں قرآنی بیان سے بظاہر متعارض ہے۔ دیوبندی علماء نے اس موضوع پر محتاط رویہ اختیار کیا ہے اور ارتقاء کو بطورِ عقدہ قبول نہیں کیا۔[28]

---

[26]Thanawi, Ashraf Ali. Perfecting Women (trans. Barbara Metcalf). Berkeley: University of California Press, 1990, Introduction, pp. 1–50.

[27]مدنی، حسین احمد . نقشِ حیات .ج ۲ .دیوبند :مکتبہ دینیہ، ۱۳۸۰ھ۔

[28]Reetz, Dietrich. Islam in the Public Sphere: Religious Groups in India, 1900–1947. New Delhi: Oxford University Press, 2006, pp. 180–220.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

دوم :پوسٹ ماڈرن ازم اور مذہبی تکثیریت — یہ فکری رجحان مذاہب کی مساوات اور مذہبی حقائق کی اضافیت (relativism)کا قائل ہے۔ دیوبندی علماء نے اسلام کی عالمگیر حقانیت کے دعوے کو برقرار رکھا ہے۔[29]

سوم :مسلم عالمی امہ میں فکری انتشار — سلفی، جہادی، لبرل اور صوفی رجحانات کے درمیان کشمکش میں دیوبندی علماء نے معتدل موقف کا دفاع کیا ہے، تاہم اندرونی تنوع بھی بڑھا ہے۔[30]

چہارم :اقلیتی فقہ اور نئے مسائل — مغربی ممالک میں مسلمانوں کی بڑھتی آبادی نے فقہ و کلام میں نئے سوالات پیدا کیے ہیں جن کا جواب روایتی منہج کی توسیع سے دینا ضروری ہو گیا ہے۔[31]

۸۔ خلاصہ اور نتائج

اس تحقیقی جائزے سے یہ نتائج اخذ ہوتے ہیں:

۱۔ دیوبند مکتب فکر کا علم الکلام میں منہج ماتریدی روایت پر استوار ہے، جو عقل و نقل کے درمیان متوازن رشتے کا قائل ہے۔ یہ منہج نہ تو خالص عقلیت پرستی ہے نہ محض نص پرستی۔

۲۔ دیوبندی علماء نے قرآن و سنت کو عقائد کی بنیاد مان کر، اور سلفِ صالحین کی کلامی تفسیر کو رہنما بناکر، ایک ایسا منہج قائم کیا جو قدیم و جدید دونوں تقاضوں کا جواب دے سکتا ہے۔

---

[29]Ingram, Brannon D. Revival from Below: The Deoband Movement and Global Islam. Oakland: University of California Press, 2018, pp. 45–90.

[30]Jackson, Roy. Mawlana Mawdudi and Political Islam: Authority and the Islamic State. London: Routledge, 2011, pp. 60–85.

[31]Sikand, Yoginder. The Origins and Development of the Tablighi-Jama'at (1920s–2000). New Delhi: Orient Longman, 2002, pp. 120–160.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

۳۔ توحید، نبوت، صفاتِ الٰہی، قضاء و قدر اور آخرت جیسے مرکزی کلامی موضوعات میں دیوبندی موقف متعین، مدلّل اور اہلِ سنت والجماعت کی مرکزی دھارے کی روایت سے ہم آہنگ ہے۔

۴۔ جدید تحدیات کے مقابلے میں دیوبندی علماء نے روایتی کلامی اصولوں کو استعمال کرتے ہوئے جواب دینے کی کوشش کی ہے، لیکن عصرِ حاضر کے پیچیدہ فلسفیانہ سوالات کے لیے مزید اجتہادی کاوشوں کی ضرورت ہے۔

۵۔ دیوبندی کلامی روایت برصغیر پاک و ہند میں اسلامی علمی ورثے کا ایک قیمتی حصہ ہے جس کا عصری تناظر میں تجدیدی مطالعہ اہم ترین علمی ضرورت ہے۔